فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ایام مخصوصہ کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟

جواب: ایام مخصوصہ کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت متعین نہیں، اس کا انحصار فطرت وعادت پر ہے۔ بعض لوگ ماہواری کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن بتاتے ہیں، اس حوالے سے پیش کی جانے والی روایات ثابت نہیں، بلکہ ''موضوع'' یا ''ضعیف'' ہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهَا عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ .

''یہ تمام روایات ضعیف ہیں، ان کے ضعف پر محدثین کا اجماع ہے۔''

(المَجموع : 383/2)

اہل علم کے ہاں فطری ایام کی تعیین کے بارے میں قرآن وحدیث اور اجماع میں کوئی دلیل نہیں، لہٰذا اس کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی حد نہیں۔

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (620ھ) فرماتے ہیں:

لَنَا أَنَّهٗ وَرَدَ فِي الشَّرْعِ مُطْلَقًا مِّنْ غَيْرِ تَحْدِيدٍ، وَلَا حَدَّ لَهٗ فِي اللُّغَةِ، وَلَا فِي الشَّرِيعَةِ، فَيَجِبُ الرُّجُوعُ فِيهِ إِلَى الْعُرْفِ وَالْعَادَةِ .

''ہمارے مطابق ایام حیض کے حوالے سے اسلام میں کوئی حد مقرر نہیں۔ نہ

اس کی لغت اور شریعت میں کوئی حد ہے۔ اس میں عرف عام اور عادت کا اعتبار ضروری ہے۔''

(المغني :321/1)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ ذٰلِكَ اسْمُ الْحَيْضِ؛ عَلَّقَ اللّٰهُ بِهِ أَحْكَامًا مُتَعَدِّدَةً فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَلَمْ يُقَدِّرْ؛ لَا أَقَلَّهُ وَلَا أَكْثَرَهُ، وَلَا الطُّهْرُ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ، مَعَ عُمُومِ بَلْوَى الْأُمَّةِ بِذٰلِكَ وَاحْتِيَاجِهِمْ إِلَيْهِ، وَاللُّغَةُ لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ قَدْرٍ وَّقَدْرٍ، فَمَنْ قَدَّرَ فِي ذٰلِكَ حَدًّا فَقَدْ خَالَفَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَالْعُلَمَاءُ؛ مِنْهُمْ مَّنْ يَّحُدُّ أَكْثَرَهُ وَأَقَلَّهُ، ثُمَّ يَخْتَلِفُونَ فِي التَّحْدِيدِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّحُدُّ أَكْثَرَهُ دُونَ أَقَلِّهِ، وَالْقَوْلُ الثَّالِثُ أَصَحُّ أَنَّهُ لَا حَدَّ لَا لِأَقَلِّهِ وَلَا لِأَكْثَرِهِ، بَلْ مَا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ عَادَةً مُّسْتَمِرَّةً، فَهُوَ حَيْضٌ .

''کتاب وسنت میں حیض سے متعلق بیسیوں احکام ومسائل کا بیان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے ماہواری کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر نہیں کی، نہ ہی دو ماہواریوں کے درمیان پاکی کی کوئی مدت متعین ہے، حالانکہ خواتین امت عمومی طور پر اس سے دوچار ہیں اور انہیں حیض کے مسائل درپیش ہوتے ہیں، ان دنوں کی تعیین لغت میں بھی نہیں ہے، لہٰذا انہیں مقرر و متعین کرنے والا کتاب وسنت کا مخالف ہے، بعض اہل علم نے ان ایام کی کم سے کم مدت کا تعین

کیا، لیکن ان میں اختلاف ہو گیا، بعض نے زیادہ سے زیادہ مدت کا تعین کیا ہے، ان میں بھی اختلاف ہے، درست بات یہی ہے کہ ان ایام کی کوئی حد نہیں، نہ کم سے کم، نہ زیادہ سے زیادہ، مستقل عادت ہی ماہواری کی مدت ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 237/19)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ تَقْدِيرُ أَقَلِّ الْحَيْضِ بِثَلاثَةِ أَيَّامٍ وَأَكْثَرِهِ بِعَشَرَةٍ؛ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ صَحِيحٌ، بَلْ كُلُّهٗ بَاطِلٌ .

''حیض کے متعلق کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس دن کی تعیین میں کوئی صحیح دلیل نہیں، ساری کی ساری روایات باطل ہیں۔''

(المَنار المنيف، ص 122)

❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حیض (کی مقدار ایام) کے بارے میں نہ کوئی نص (دلیل) ہے، نہ اجماعِ امت، رہی عادت، تو وہ مختلف ہے، جیسا کہ عطاء رحمہ اللہ وغیرہ سے گزر چکا ہے۔(الجوهر النقيّ في الردّ على البيهقي :320/1)

❁ جناب محمد سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی لکھتے ہیں:

''علامہ زیلعی نصب الرایہ (جلد1 ،صفحہ 151-156) میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مبنی برانصاف بات یہ ہے کہ حیض کے اقل اور اکثر کی تعیین کے بارے میں کسی فریق کے پاس کوئی صحیح ،مرفوع اور صریح روایت نہیں، مبارک پوری تحفۃ الاحوذی (جلد1 ،صفحہ 122) میں لکھتے ہیں کہ کتاب وسنت سے اقل اور اکثر کی تعیین نہیں ،صرف عرف اور عادت کے ذریعے اس کی تعیین کی گئی ہے۔''

(خزائن السنن :228/1)

❀ جناب انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

''دمِ حیض کی تحدید قلیل وکثیر بہت دشوار ہے، کیونکہ امصار واعصار وغیرہ کے اختلاف سے اس میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ اس کی توقیت کے لیے کوئی صحیح، قوی، مرفوع حدیث وارد نہیں ہے اور جو ہیں وہ بعض ضعیف، بعض شدید الضعف اور کچھ منکر بھی ہیں۔ قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے شرح ترمذی میں لکھا کہ توقیت شرعاً کچھ نہیں ہے اور سب کچھ عادت پر بنا ہے۔''

(انوار الباری از احمد رضا بجنوری : 213/10)

سوال: کیا حیض کا غسل فرض ہے؟

جواب: عورت کے لیے حیض کے اختتام پر غسل کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر وہ پاک نہ ہوگی۔ قرآن وحدیث اور اجماع اُمت اس پر دلیل ہیں۔

❀ اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوْا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾(البقرة : ٢٢٢)

''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرما دیجئے! حیض ناپاکی ہے، دوران حیض بیویوں سے جماع نہ کریں، ایام مخصوصہ کے اختتام تک ان کے قریب نہ جائیں، وہ غسل حیض سے پاکی حاصل کر لیں، تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مجامعت کر سکتے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں ﴿حَتّٰی یَطْهُرْنَ﴾ سے مراد خونِ ماہواری کا رکنا اور ﴿فَاِذَا تَطَهَّرْنَ﴾ سے مراد غسل کرنا ہے۔ اسلاف امت کا یہی فیصلہ ہے۔

❀ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ فِي هٰذا التَّأْوِيلِ اخْتِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَانْقِطَاعُ الدَّمِ لَيْسَ بِطُهْرٍ فِي نَفْسِهٖ، لِأَنَّهَا وَإِنْ خَرَجَتْ بِهٖ مِنَ الْحَيْضِ، فَإِنَّهَا غَيْرُ مُبَاحٍ لِّزَوْجِهَا جِمَاعُهَا، وَغَيْرُ مُبَاحٍ لَّهَا الصَّلَاةُ وَالطَّوَافُ بِالْبَيْتِ، حَتّٰی تَغْتَسِلَ بِالْمَاءِ، أَوْ تَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ.

''ہمارے علم کے مطابق اس تفسیر (تَطَهَّرْنَ سے مراد غسل) میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں، (اجماع ہے)۔ خون کا رکنا بذات خود پاکی نہیں، کیونکہ خون رکنے سے عورت حیض سے تو نکل جاتی ہے، لیکن خاوند کے لیے اس سے صحبت جائز نہیں ہوتی، اسی طرح نماز اور بیت اللہ کا طواف بھی جائز نہیں ہوتا، جب تک غسل نہ کر لے یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم نہ کر لے۔''

(أحكام القرآن: 127/1)

❀ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ بنت ابوحُبَیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ؛ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي، وَصَلِّي.

''حیض آئے، تو نماز چھوڑ دیں اور ختم ہو جائے، تو غسل کر کے نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري: 320، صحيح مسلم: 333)

❀ سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

اُمْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي.

''ایام مخصوصہ میں نماز سے رکی رہیں، بعد میں غسل کر کے نماز ادا کریں۔''

(صحيح مسلم : 334)

حیض و نفاس کا حکم ایک ہی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى وُجُوبِ الْغُسْلِ بِسَبَبِ الْحَيْضِ وسَبَبِ النِّفَاسِ، وَمِمَّنْ نَّقَلَ الْإِجْمَاعَ فِيهَا؛ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ وَآخَرُونَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ حیض اور نفاس سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔جن اہل علم نے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے،ان میں امام ابن منذر، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور دیگر شامل ہیں۔''

(المجموع شرح المهذّب : 148/2)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَ .

''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے، لہٰذا بالوں کو (اچھی طرح) دھو لیں اور بدن کو خوب صاف کر لیں۔''

(سنن أبي داود : 248، سنن الترمذي : 106، سنن ابن ماجه : 597)

جواب: یہ حدیث ضعیف و منکر ہے۔حارث بن وجیہ ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔ اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا خطا ہے، اس کا موقوف ہونا ہی راجح ہے، جیسا کہ امام

دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(العِلل : 1427)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو"منکر" کہا ہے۔

(علل الحدیث :1/476)

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث کو"منکر" کہا ہے۔

(سنن أبي داود، تحت الحدیث : 248)

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَلَهُ غَيْرُ حَدِيثٍ مُنْكَرٍ، وَلَهُ إِسْنَادٌ غَيْرُهُمَا فِيهِ لِينٌ أَيْضًا .

"(حارث بن وجیہ کی) اس حدیث پر متابعت نہیں کی گئی، اس کی اور بھی کئی منکر روایات ہیں، اس (مذکورہ حدیث کی ان) دوسندوں کے علاوہ بھی ایک سند ہے، اس میں بھی ضعف ہے۔"

(الضّعفاء الکبیر :1/214)

تنبیہ:

اس حدیث کے دیگر شواہد بھی ہیں، جوضعف سے خالی نہیں۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَال عَلِيٌّ : فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلَاثًا، وَكَانَ

يَجُزُّ شَعْرَهٗ.

''جس نے غسل جنابت کے دوران بال برابر بھی جسم کا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے دوزخ میں ایسا ایسا عذاب ہوگا۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ حدیث سننے کے بعد میں نے اپنے سر سے لگالی۔ آپ رضی اللہ عنہ سر کے بال منڈوا کر رکھتے تھے۔''

(حديث شعبة ابن الحجاج للحافظ محمد بن المظفر بن موسىٰ ابو الحسين البزار : 24، الختارة للضياء : 453، مسند الإمام أحمد :94/1، سنن أبي داوٗد : 249، سنن ابن ماجه : 599)

جواب:اس کی سند حسن ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(التلخيص الحبير :142/1)

سوال:فرض غسل میں بلاوجہ تاخیر کا کیا حکم ہے؟

جواب:ماہواری، نفاس اور جنابت کے غسل میں بلاوجہ تاخیر جائز نہیں۔ یہ انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے اور شریعت اسلامیہ کے مزاج کے خلاف ہے۔ یہ ایمان کی کمی کا باعث ہے،لہٰذا جتنا جلدی ممکن ہو،غسل کر لینا چاہیے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ .

''جس گھر میں تصویر، کتا اور جنبی ہو،اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

(سنن أبي داوٗد : 227، سنن النسائي : 262، سنن ابن ماجه : 3650، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (1205) اور امام حاکم رحمہما اللہ (171/1) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ حدیث اس جنبی کے بارے میں ہے، جو غسل میں بلاوجہ تاخیر کرتا ہے۔ یہی حکم ماہواری اور نفاس سے فارغ ہونے والی کا ہے۔

سوال: کیا عورتوں کو احتلام ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں، بالغ عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) لکھتے ہیں:

اَلْاحْتِلَامُ وَالْإِنْبَاتُ وَاسْتِكْمَالُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً حَدٌّ لِّلْبُلُوغِ، الَّذِي يَجِبُ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، بِوُجُودِ أَيِّ وَاحِدَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ كَانَ مَوْجُودَةً، الْفَرَائِضُ وَالْحُدُودُ، وَفِي الْمَرْأَةِ خَصْلَةٌ رَابِعَةٌ تَجِبُ بِوُجُودِهَا فِيهَا عَلَيْهَا الْفَرَائِضُ، وَهِيَ الْحَيْضُ، وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ بِوُجُودِ الْحَيْضِ فِي الْمَرْأَةِ تَجِبُ الْفَرَائِضُ.

''احتلام، زیر ناف بال اور پندرہ سال عمر مرد اور عورت کی بلوغت کی نشانی ہے، ان میں سے جو بھی علامت پائی جائے، فرائض و حدود کو واجب کر دے گی۔ البتہ عورت کی چوتھی علامت بلوغ ماہواری ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کو ماہواری آئے، تو اس پر فرائض کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔''

(الأوسط: 388/4)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا

يَرَى الرَّجُلُ فَأَنْزَلَتْ أَنَّ عَلَيْهَا الْغُسْلَ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ .

''اکثر فقہا کا مذہب ہے کہ اگر عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے، جو مرد دیکھتا ہے اور اس کا انزال ہو جائے، تو اس پر بھی غسل ہے، یہ مذہب امام سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 122)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى وُجُوبِ الْغُسْلِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ وَلَا فَرْقَ عِنْدَنَا بَيْنَ خُرُوجِهِ بِجِمَاعٍ أَوِ احْتِلَامٍ ...... وَسَوَاءٌ خَرَجَ فِي النَّوْمِ أَوْ الْيَقَظَةِ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ منی خارج ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے، خواہ جماع سے خارج ہو یا احتلام سے۔...... نیز نیند میں خارج ہو، یا بیداری میں، خواہ مرد ہو یا عورت۔''

(المَجموع : 139/2)

سوال: مزاروں اور خانقاہوں پر بچوں کے سر منڈوانا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ بچوں کو مزاروں، مقبروں اور خانقاہوں پر لے جا کر ان کے سر کے بال منڈاتے ہیں، بزرگوں کے نام پر بالوں کی لٹ چھوڑ دیتے ہیں، یہ واضح شرک ہے، نیز ممنوع و حرام بھی ہے، کیوں کہ یہ قزع کی صورت بنتی ہے۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) سر منڈوانے کی ایک ناجائز اور

حرام صورت یوں بیان کرتے ہیں:

حَلْقُهٗ عَلٰى وَجْهِ التَّعَبُّدِ وَالتَّدَيُّنِ وَالزُّهْدِ؛ مِنْ غَيْرِ حَجٍّ وَّلَا عُمْرَةٍ مِّثْلَ مَا يَأْمُرُ بَعْضُ النَّاسِ التَّائِبَ إِذَا تَابَ بِحَلْقِ رَأْسِهٖ وَمِثْلَ أَنْ يُّجْعَلَ حَلْقُ الرَّأْسِ شِعَارَ أَهْلِ النُّسُكِ وَالدِّينِ؛ أَوْ مِنْ تَمَامِ الزُّهْدِ وَالْعِبَادَةِ أَوْ يُجْعَلَ مَنْ يَّحْلِقُ رَأْسَهٗ أَفْضَلَ مِمَّنْ لَّمْ يَحْلِقْهُ أَوْ أَدْيَنَ أَوْ أَزْهَدَ أَوْ أَنْ يُّقَصَّرَ مِنْ شَعْرِ التَّائِبِ كَمَا يَفْعَلُ بَعْضُ الْمُنْتَسِبِينَ إِلَى الْمَشْيَخَةِ إِذَا تُوْبَ أَحَدًا أَنْ يَّقُصَّ بَعْضَ شَعْرِهٖ وَيُعَيِّنُ الشَّيْخُ صَاحِبَ مِقَصٍّ وَسَجَّادَةٍ؛ فَيَجْعَلُ صَلَاتَهٗ عَلَى السَّجَّادَةِ وَقَصَّهٗ رُءُوسَ النَّاسِ مِنْ تَمَامِ الْمَشْيَخَةِ الَّتِي يَصْلُحُ بِهَا أَنْ يَّكُونَ قُدْوَةً يَّتُوبُ لِلتَّائِبِينَ فَهٰذَا بِدْعَةٌ لَّمْ يَأْمُرِ اللّٰهُ بِهَا وَلَا رَسُولُهٗ؛ وَلَيْسَتْ وَاجِبَةً وَّلَا مُسْتَحَبَّةً عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْ أَئِمَّةِ الدِّينِ؛ وَلَا فَعَلَهَا أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَّلَا شُيُوخِ الْمُسْلِمِينَ الْمَشْهُورِينَ بِالزُّهْدِ وَالْعِبَادَةِ لَا مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ وَلَا تَابِعِيهِمْ وَمَنْ بَّعْدَهُمْ مِّثْلُ الْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ؛ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ؛ وَأَبِي سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ وَمَعْرُوفٍ الْكَرْخِيِّ وَأَحْمَد بْنِ أَبِي الْحِوَارِيِّ؛ وَالسَّرِيِّ السَّقَطِيِّ؛ والْجُنَيْدِ

بْنِ مُحَمَّدٍ وَّسَهْلِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التُسْتَرِيِّ وَأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَكُنْ هٰؤُلَاءِ يَقُصُّونَ شَعْرَ أَحَدٍ إِذَا تَابَ وَلَا يَأْمُرُونَ التَّائِبَ أَنْ يَّحْلِقَ رَأْسَهٗ، وَقَدْ أَسْلَمَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَمْ يَكُنْ يَّأْمُرُهُمْ بِحَلْقِ رُءُوسِهِمْ إِذَا أَسْلَمُوا وَلَا قَصَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَ أَحَدٍ .

''حج وعمرہ کے علاوہ نیکی، دینداری اور زہد سمجھ کر سر منڈوانا ممنوع وحرام ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ توبہ کرنے والے کو سر منڈوانے کا کہتے ہیں۔ یا سر منڈوانا اللہ والوں کا شعار و معیار قرار دینا یا زہد و عبادت کی تکمیل کا ذریعہ سمجھنا یا اسے دوسروں سے افضل، دیندار اور زاہد سمجھنا یا گناہ سے تائب ہونے والے کے کچھ بال کاٹ دینا، جیسا کہ بزرگوں کی طرف منسوب بعض لوگوں کا وطیرہ ہے کہ جب کسی کو توبہ کرواتے ہیں، تو اس کے کچھ بال کاٹ دیتے ہیں اور بزرگ صاحب کاٹنے والے اور جائے نماز کا تعین بھی کرتے ہیں۔ وہ نماز اس مصلے پر ادا کرتا ہے اور اس کے بال بزرگی کی تکمیل کے لیے سب کے سامنے کاٹے جاتے ہیں، تا کہ توبہ کرنے والوں کے لیے نمونہ بن جائے۔ یہ تو صریح بدعت ہے، اللہ اور اس کے رسول نے اس کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ائمہ دین کے ہاں اس کے واجب، یا مستحب ہونے کی کوئی حیثیت ہے۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور زہد و تقوی سے مزین شیوخ المسلمین نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ ایسا کوئی نہ صحابہ میں تھا، نہ ہی تابعین و اتباع تابعین میں۔ جیسا کہ فضیل بن عیاض، ابراہیم بن ادہم، ابو سلیمان دارانی، معروف کرخی، سری سقطی، جنید بن محمد اور

سہل بن عبداللہ تستری وغیرہم رحمہم اللہ گناہ سے توبہ کرتے ہوئے بال نہیں کاٹتے تھے اور نہ کسی توبہ کرنے والے کو کاٹنے کا کہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا عرب مسلمان ہو کر تائب ہوا، لیکن آپ نے انہیں اپنے بال کاٹنے کا نہیں کہا اور نہ ہی خود کسی کے بال کاٹے۔''

(مجموع الفتاویٰ: 21/117-119)

❁ امام بریلویت، احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں، اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں، پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں، تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے۔''

(فتاوی افریقہ، ص73)

سوال: محرم کی مجلسوں میں غم حسین رضی اللہ عنہ میں سر منڈوانا کیسا ہے؟

جواب: مصیبت کے وقت سر منڈوانا کبیرہ گناہ ہے، جیسا کہ بعض لوگ محرم میں غم حسین رضی اللہ عنہ میں سر کے بال منڈوا لیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا عمل ہے۔

مومنوں کو چاہیے کہ وہ مصائب و آلام میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کریں۔

❁ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیماری کی حالت میں کہا تھا:

أَنَا بَرِيءٌ مِّمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ.

''جس سے رسول اللہ ﷺ بری ہیں، میں بھی اس سے بری ہوں، رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت بین اور واویلہ کرنے والی، سر منڈوانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے بری ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1296، صحيح مسلم : 104)

سوال: کیا غسل کے وقت قبلہ رخ ہونا ممنوع ہے؟

جواب: ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: کیا دوران غسل بولنا ممنوع ہے؟

جواب: دوران غسل بولنے میں کوئی حرج نہیں، ممانعت کے لیے دلیل چاہیے۔

سوال: کیا مذی اور ودی کے خارج ہونے پر غسل ہے؟

جواب: مذی اور ودی کے خارج ہونے پر غسل نہیں، بلکہ وضو ہے۔

❀ علامہ شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۶۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ بِخُرُوجِ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مذی اور ودی کے خروج پر غسل واجب نہیں ہے۔''

(مَراقي الفلاح، ص 44)

ان کے خروج پر وضو ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُهُمْ عَلٰى أَنَّ الْمَذْيَ وَالْوَدْيَ فِيهِمَا الْوُضُوءُ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مذی اور ودی (کے خروج) پر وضو ہے۔''

(الاستذكار : 157/1)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يَّسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ، فَسَأَلَ فَقَالَ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ.

''مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی، تو چونکہ میرے گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں، اس لیے میں نے ایک صحابی (مقداد رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے سوال کرے، تو انہوں نے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: وضو کیجئے اور اپنی شرمگاہ کو دھو لیجئے۔''

(صحيح البخاري: 269، صحيح مسلم: 303)

❁ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّا الْمَاءُ بَعْدَ الْمَاءِ فهُوَ الْمَذْيُ، وَكُلُّ فَحْلٍ يُمْذِي فَتَغْسِلُ مِنْ ذٰلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوئَكَ لِلصَّلَاةِ.

''جس پانی کے بعد منی نکلتی ہے، اسے مذی کہتے ہیں اور ہر جوان کو مذی آتی ہے، چنانچہ ایسی کیفیت میں آپ شرمگاہ اور خصیتین کو دھولیا کریں اور نماز والا وضو کرلیا کریں۔''

(مسند الإمام أحمد: 342/4، سنن أبي داوٗد: 211، سنن التّرمذي: 133، سنن ابن ماجه: 651، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مذی کی بہت شدت پاتا

تھا اور اکثر اس سے غسل کرتا، میں نے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا يُجْزِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءُ .

''وضو کافی ہے۔''

(سنن أبي داود : 210، سنن الترّمذي : 115، سنن ابن ماجه : 506، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۹۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۰۳) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: کیا جنبی قرآن کا فارسی ترجمہ پڑھ سکتا ہے؟

جواب: قرآن کے ترجمہ کا حکم قرآن والا نہیں ہے، جنبی قرآن نہیں پڑھ سکتا، البتہ ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔

❀ بعض نے لکھا ہے:

لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ يُكْرَهُ لَهُمْ (الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ) مَسُّهٗ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الصَّحِيحِ .

''قرآن فارسی میں لکھا ہو تو جنبی اور حائضہ کے لیے اس کا چھونا بھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے، صحیح قول کے مطابق محمد بن حسن شیبانی اور قاضی ابو یوسف کا بھی یہی فتوی ہے۔''

(الفتاوی الهنديّة، المعروف به فتاوی عالمگیری:39/1، فتاوی قاضی خان :86/1)

امت مسلمہ عربی قرآن کے علاوہ کسی قرآن سے واقف نہیں۔ اس کے باوجود قرآنِ کریم کے متعلق گم راہ کن عقیدہ عام کیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک قرآنِ کریم

اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام نہیں بلکہ مجازی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلام کیا ہے، وہ صوت اور حروف پر مشتمل نہیں۔

سوال: کیا جنبی قرآن کریم کی طرف دیکھ سکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، جنبی کے لیے صرف قرآن پڑھنا اور پکڑنا ممنوع ہے، دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔

سوال: کیا جنبی قرآنی تعویذ پہن سکتا ہے؟

جواب: اگر تعویذ کسی چمڑے وغیرہ میں لپیٹا ہوا ہے، تو پہنا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا جنبی مسائل شرعیہ کی کتابیں پڑھ سکتا ہے؟

جواب: پڑھ سکتا ہے۔

سوال: کیا جنبی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ سکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا جنبی دم کے لیے سورت فاتحہ کی تلاوت کر سکتا ہے؟

جواب: سورت فاتحہ قرآن ہے، جنبی قرآن نہیں پڑھ سکتا۔

سوال: کیا جنبی سورت حشر کی آخری آیات، جن میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر ہے، کی تلاوت کر سکتا ہے؟

جواب: جنبی تلاوت نہیں کر سکتا۔

سوال: کیا بے وضو شخص زبانی تلاوت کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، کر سکتا ہے۔

سوال: کیا گالی نکالنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(جواب): گالی کی حرمت اور قباحت اپنی جگہ، مگر اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(سوال): جنبی کے لیے طواف کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جنبی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا، طواف کعبہ تو بالا ولیٰ نہیں کر سکتا۔

(سوال): کیا جنبی صفا اور مروہ کی سعی کر سکتا ہے؟

(جواب): جنبی صفا اور مروہ کی سعی کر سکتا۔ یہی حکم حیض اور نفاس والی عورت کا ہے۔

(سوال): اگر کوئی جن آدمی کی شکل دھار کر آیا اور اس نے عورت سے جماع کیا، تو کیا غسل واجب ہوگا؟

(جواب): اگر ایسا ہو جائے، تو غسل واجب ہوگا۔

(سوال): کھڑے پانی میں غسل جنابت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کھڑے پانی میں غسل جنابت سے منع کیا گیا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَقَالَ : كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ : يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا .

''کوئی کھڑے پانی میں غسل جنابت نہ کرے۔ ابو سائب رحمہ اللہ نے پوچھا: ابو ہریرہ! پھر وہ کیسے غسل کرے؟ فرمایا: ہاتھوں سے پانی لے کر نہائے۔''

(صحیح مسلم : 283)

(سوال): کیا بیوی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں، بیوی کے بچے پانی سے غسل کیا جا سکتا ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالْقَدَحِ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ، زَادَ مَحْمُودٌ : وَهُوَ الْفَرَقُ .

''رسول اللہ ﷺ (کم سے کم) ایک پیالہ (پانی) سے غسل کرلیا کرتے تھے، نیز میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔محمود کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ پیالہ ایک فرق (تین صاع) کے برابر تھا۔''

(صحيح البخاري : 250، صحيح مسلم : 319، المنتقى لابن الجارود : 57)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ فَنَحْمِلُ الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحَلَالُ مَيْتَتُهٗ .

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر کرتے وقت اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر اس سے وضو کریں، تو پیاسے رہ جاتے ہیں۔کیا ہم سمندری پانی سے وضو کرلیا کریں؟ فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 361/2، موطأ الإمام مالك : 22/1، سنن أبي داوٗد : 83، سنن النّسائي : 59، سنن التّرمذي : 69، سنن ابن ماجه : 386ـ3246)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام

ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۳) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۱۱)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۳)، حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ (التّلخیص الحبیر لابن حجر: ۱/۱۰) حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنہ: ۲/۵۶، ح: ۲۸۱) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع: ۱/۸۲) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ابن منذر رحمہ اللہ (الاوسط: ۱/۲۴۷) نے ''ثابت'' کہا ہے۔

❀ علامہ جوزقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُہٗ مُتَّصِلٌ ثَابِتٌ . ''اس کی سند متصل، ثابت ہے۔''

(الأباطيل والمَناكير :346/1)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ صَحِيحٌ جَلِيلٌ . ''یہ حدیث صحیح اور جلیل القدر ہے۔''

(البدر المُنير :348/1)

سوال: کیا جنبی عرفات میں وقوف کرسکتا ہے؟

جواب: کرسکتا ہے۔

سوال: کیا حالت جنابت میں تورات وغیرہ کو چھونا جائز ہے؟

جواب: قرآن کریم کے علاوہ تمام آسمانی کتب میں تغیر وتبدل ہو چکا ہے، وہ اپنی اصل حالت میں موجود نہیں، لہٰذا اسے چھوتے وقت طہارت ضروری نہیں۔